جدہ پہنچے، اور فریضۂ حج ادا کر کے واپس پاکستان آ گئے۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ کے اس سفر کی روداد میں مولانا نے اپنے مشاہدات کے ساتھ ساتھ عرب ممالک اور وہاں کے سیاسی، علمی اور دینی طبقوں اور جماعتوں کے اکابر سے ملاقاتوں اور گفتگوؤں کا ذکر کیا ہے۔ اس تذکرے میں بہت سی مفید تجاویز بھی شامل ہیں۔ عرب ممالک کے بارے میں یہ تاریخی اور معلومات افزا روداد پڑھنے کے لائق ہے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ یہودیوں کی قوت اور مسلمانوں کے ضعف، اسی طرح یہودیوں کی ترقی و عروج اور مسلمانوں کے زوال اور پستی و پس ماندگی کی وجوہ کیا ہیں؟ انتظاماتِ حج کے سلسلے میں سعودی حکومت کی خدمات کے اعتراف کے ساتھ ساتھ مولانا نے بہت سے اصلاح طلب پہلوؤں کی نشان دہی بھی کی ہے۔ مجموعی حیثیت سے سعودی عرب کے عام حالات پر تبصرہ کیا ہے اور اس کی صنعتی اور زرعی ترقی کے لیے تجاویز بھی پیش کی ہیں۔

بقول مرتب: ''اس میں مقصدیت کا عنصر غالب ہے۔ عام سفر ناموں کی طرح کام و دہن، سیر و سیاحت اور حیرت و استعجاب کے قصوں کے بجاے حکمت، فکرمندی، دُور اندیشی اور رہنمائی کے واضح اشارات موجود ہیں''۔ کتاب کی ظاہری پیش کش میں سلیقہ اور نفاست نمایاں ہے۔(رفیع الدین ہاشمی)

شکست آرزو، ڈاکٹر سید سجاد حسین۔ ناشر: اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی، ۳۵-ڈی، بلاک ۵، فیڈرل بی ایریا کراچی، ۷۵۹۵۰۔ فون: ۳۶۳۴۹۸۴۰-۰۲۱۔ صفحات: ۳۵۲۔ قیمت: درج نہیں

۲۰/ابواب اور ۱۲/ضمیموں پر مشتمل ڈھاکہ یونی ورسٹی کے سابق وائس چانسلر اور انگریزی کے معروف ادیب ڈاکٹر سید سجاد حسین کی یادوں پر مشتمل کتاب The Wastes of Time کا ترجمہ شکست آرزو سقوطِ ڈھاکہ کے منظر اور پس منظر کا بہترین تجزیہ ہے۔ ڈاکٹر سید سجاد حسین ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں فعال کردار ادا کیا، بطور طالب علم بھی اور بطور استاد بھی۔ نظریہ پاکستان کی آب یاری کے لیے دی ایسٹ پاکستان سوسائٹی قائم کی اور ایک پندرہ روزہ سیاسی مجلہ پاکستان جاری کیا۔ انھوں نے دوقومی نظریے کی ترویج کے لیے بطور صحافی بھی کام کیا اور روزنامہ آزاد کلکتہ اور کامریڈ میں مضامین بھی لکھتے رہے۔

زیرنظر کتاب میں دوقومی نظریے کے لیے جدوجہد اور بنگال میں تحریک پاکستان کے

قائدین اور سیاست دانوں کے کردار، قیام پاکستان کے بعد کے ۲۴ سالوں پر محیط ان کی کمزوریوں اور نظریہ پاکستان سے وابستگی کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

کتاب مصنف کی یادداشتوں پر مبنی ہے جو انھوں نے ۱۹۷۳ء میں قلم بند کی تھیں۔ ابتدائی ابواب میں انھوں نے اپنے ساتھ روا رکھے گئے ظالمانہ سلوک، گھر سے گرفتاری، تشدد اور جیل میں گزرے ایام، وہاں موجود اہل کاروں کے رویے، اردو بولنے والوں کی بڑے پیمانے پر گرفتاریاں، تشدد، قتل و غارت اور لوٹ مار کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ جیل میں موجود اپنے 'باغی' ساتھیوں کی ذہنی کیفیات، سیاسی افکار اور نظریہ پاکستان کے بارے ان کے جذبات و محسوسات پر نہایت شرح و بسط سے بحث کی ہے۔ ان ساتھیوں میں متحدہ پاکستان کے آخری اسپیکر فضل القادر چودھری، عبدالصبور خان اور خواجہ خیرالدین سابق ڈپٹی سپیکر اے ٹی ایم عبدالمتین اور روزنامہ سنگرام کے ایڈیٹر اختر فاروق قابل ذکر ہیں۔ فاضل مصنف نے چار باب اس موضوع پر لکھے ہیں اور ہر شخصیت پر تفصیلی بحث کی ہے۔

مصنف کے خیال میں ڈھاکہ یونی ورسٹی کے طلبا کے علاوہ عام بنگال کے دیہاتی افراد کو زبان کے معاملے سے کوئی خاص دل چسپی نہ تھی۔ ہندوؤں کے زیراثر بنگلہ قوم پرست عناصر نے اس مسئلے کو ابھارا اور دوقومی نظریے پر یقین رکھنے والے ان لوگوں کی کمزوری اور معذرت خواہانہ رویوں کو بے نقاب کیا۔ مرکزی حکومتوں کی عدم دل چسپی اور نظرانداز کیے جانے والے اقدامات نے اس کو مہمیز دی، کیوں کہ بنگالی سیاست کے اہم ترین سیاسی کردار، یعنی خواجہ ناظم الدین، حتیٰ کہ حسن شہید سہروردی بنگلہ زبان سے واقف تک نہ تھے۔

مصنف نے جداگانہ انتخاب کا بھی تذکرہ کیا ہے جس کی بنیاد مسلم لیگ کے مطالبے پر رکھی گئی تھی۔ نظریاتی لحاظ سے ناپختہ مسلم لیگی سیاست دانوں نے خود ہی جداگانہ طرز انتخاب کو ختم کرکے دوقومی نظریے کو عملاً غلط ثابت کر دیا، اور حسین شہید سہروردی ہی جداگانہ انتخاب کے خلاف کھڑے ہو گئے اور مخلوط طرز انتخاب کو رواج دے دیا گیا۔

کتاب کے آخر میں ۱۲ مختلف ضمیمے بھی شامل کیے گئے ہیں، جن میں قراردادِ لاہور سے بنگال کی تاریخ اور تحریک آزادی پاکستان کے اہم سنگ ہاے میل زیربحث لائے گئے ہیں۔ (عرفان بھٹی)